سوانح حیات قطب الارشاد والتکوین

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہٗ

چراغِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

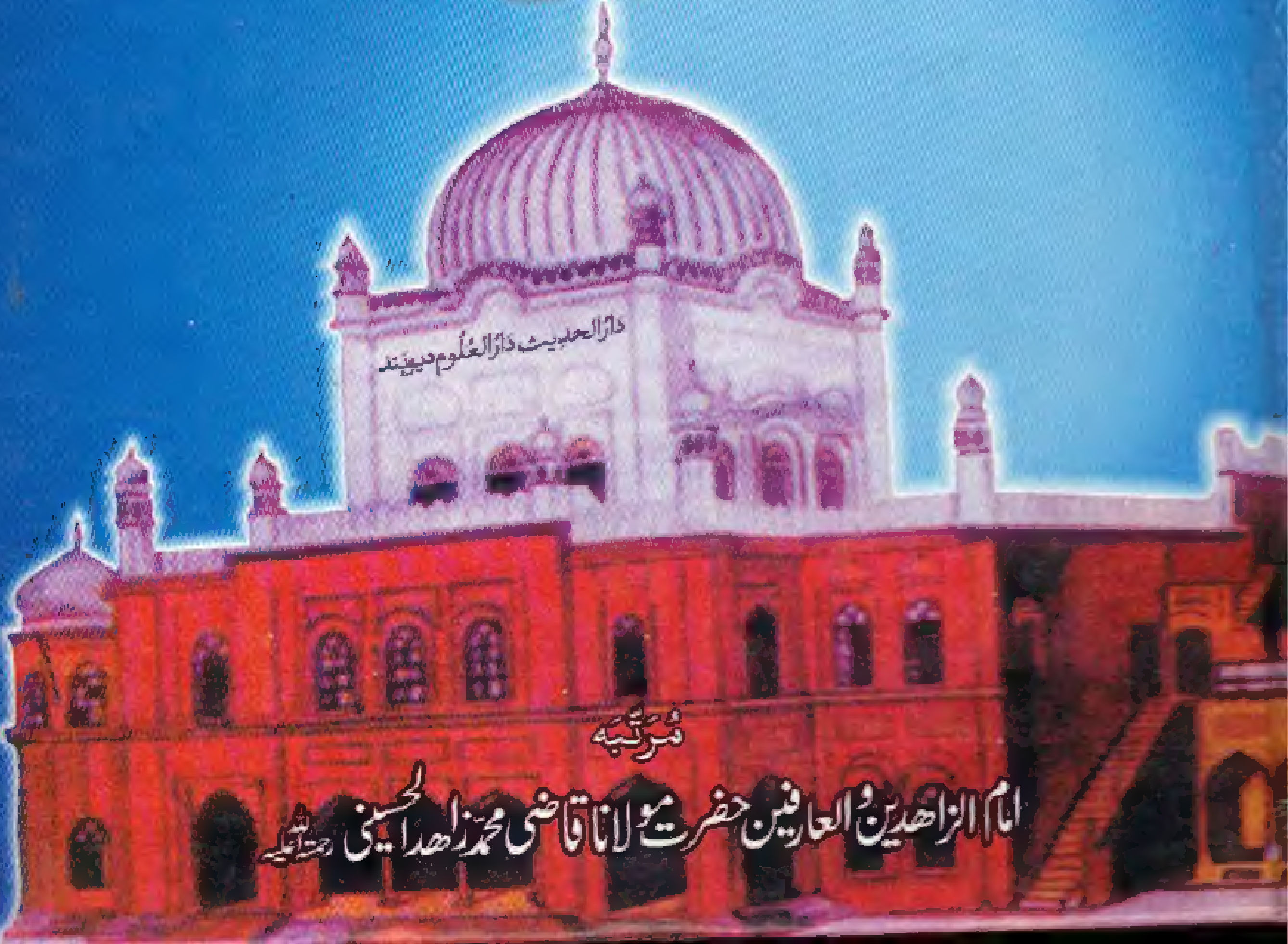

مُرتبہ

امام الزاھدین و العارفین حضرت مولانا قاضی محمد زاھد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

وغیرہم علماء کرام نے دہلی، سندھ، ممالک متحدہ آگرہ و اودھ، بنگال، بہار، بمبئی، پنجاب سے شرکت فرمائی۔

حجازِ مقدس کا حال

ترکوں سے غداری اور انگریزوں سے وفاداری کی وجہ سے حرمین شریفین پر شریف حسین اور اس کے معاونین انگریزوں نے جو ظلم و ستم کے پہاڑ گرائے اُن کی داستان تو بہت طویل ہے، یہاں اختصار کے ساتھ چند واقعات کو عبرت کے لیے درج کیا جاتا ہے کہ جن یہود و نصاریٰ کے ناپاک قدموں سے جزیرۂ عرب کو محفوظ کرنے اور محفوظ رکھنے کی وصیت سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اُن کے لیے خود عرب کہلانے والوں نے کس طرح ان مقدس ترین مقامات کی پامالی کے لیے آسانی کے ساتھ دروازہ کھول دیا تھا۔ حضرتِ مدنی نوراللہ مرقدہٗ نے ان چشم دید حالات کو ایک رسالہ میں جمع فرمایا جو مرکزی خلافت کمیٹی نے شائع کیا تھا، یہاں ہم آپ کے اسیر مالٹا ہو جانے کے بعد کے واقعات مولانا وارثی کی کتاب "خونِ حرمین" سے نقل کرتے ہیں۔ مولانا سید غفور شاہ صاحب الحسامی الوارثی نے سفرِ حج و زیارت کے دوران ان مظالم کا ذکر کیا ہے جو آپ نے ۱۳ر جولائی ۱۹۲۰ء سے لے کر ۱۵ر اگست ۱۹۲۰ء تک خود اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے، مولانا وارثی فرماتے ہیں:-

"۱۸ر جولائی کو ایک انگریز میجر کی وساطت سے دارالاعتماد میں شریف حسین کے منجھلے صاحبزادے امیر عبداللہ سے ملاقات ہوئی جسے برطانیہ نے عراق کا سلطان کرنے کا وعدہ کیا تھا، اُس نے ترکوں پر اپنی فوقیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا "ہماری سیادت ترکوں کے مقابلہ میں یقینی مرجح تھی کیونکہ ہم آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور خداوند قدوس کا کلام شاہد ہے کہ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى، خلافتِ اسلامی کا وہی مستحق ہے جو احکام الٰہیہ اور سنتِ نبوی کا پیرو ہو، مگر مذہبی نقطۂ خیال سے اُن کی حالت دن بدن بد سے بدتر ہوتی گئی، انور پاشا اور طلعت کی ناعاقبت اندیشیوں نے قوم کو برباد کر دیا"..... لیکن پھر امیر نے معاً تاسف آمیز لہجہ میں کہا کہ دیکھئے حکومتِ برطانیہ اپنے وعدوں کو کہاں تک پورا کرتی ہے اور عراق کا کیا حشر کرتی ہے"!

اس کے بعد مولانا وارثیؒ نے مدینہ منورہ جانے کے لیے پُر خطر راستے میں امن اور سلامتی کیلئے شاہ حجاز (شریف حسین) سے ملاقات کی اُس نے امداد کا وعدہ کیا اور پورا بھی کیا مگر مولانا وارثیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا انداز یہ بتا رہا تھا کہ وہ اس کبر سنی میں فرزانگی کی ایک تصویر ہیں۔

جب مدینہ منورہ پہنچے تو خدام روضۂ اطہر اور خطباء ائمہ سے معلوم ہوا کہ چار مہینہ سے تنخواہ نہیں ملی اور نصرانی احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں حتیٰ کہ شریف حسین کے حکم سے تین نصرانی مصری لباس میں مدینہ منورہ (حدودِ حرم توڑ کر) آئے۔ مسجدِ نبوی میں روشنی کا کوئی انتظام نہیں، قیمتی قالین چوری کر لیے گئے ہیں۔

جدہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان متعدد تازہ لاشیں ریت پر پڑی ہوئی پائی گئیں جنہیں کتے کھا رہے تھے اور گدھ نوچ رہے تھے اور بعض لوگوں کو اس بادیہ کی ریت نے اپنی آغوش میں لے کر ستر پوشی کر دی تھی۔

جدہ کی عثمانی خندقوں پر بیدردی سے گولہ باری کی گئی اور جدہ ۱۹۱۶ء کو حکومتِ برطانیہ کے حوالے کر دیا گیا، حتیٰ کہ کعبہ شریفہ میں بھی اس قدر ظلم و ستم کیا گیا کہ غلافِ کعبہ میں چھپنے والے بے کس و مجروح و شکستہ حال ترکوں کو بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا اور مکہ مکرمہ میں بے بس ترکوں کو رسیوں سے باندھ کر مکہ مکرمہ کی گلیوں میں گھسیٹا گیا، پردہ نشین عورتوں کو پکڑ کر انگریزوں کے حوالے کر دیا گیا، جب غلافِ کعبہ میں پناہ لینے والے ترکوں پر گولیاں چلائی گئیں تو اُس وقت غلافِ کعبہ جل گیا، معصوم بچوں کو پادریوں کے حوالے کر دیا گیا۔

شریفِ مکہ کی بغاوت اور ترکوں کے خلاف جنگ و جدال کی وجہ سے اہلِ مدینہ منورہ ایسے ہراساں اور خوفزدہ ہو گئے کہ ہزاروں کی تعداد میں اپنے بال بچوں کو لے کر نقل مکانی پر مجبور ہو گئے، اگرچہ انگریزی درندوں اور ان کے امدادیوں کا نشانہ ان کی زبانی صرف ترک تھے مگر وہ تو نفسِ مسلمان کے مخالف تھے یہ تو ایک بہانہ تھا، چنانچہ غیر ترکوں پر بھی اس قدر ظلم و ستم کیا گیا کہ وہ مدینہ منورہ جیسی بابرکت اور پُر نور بستی کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے، حالانکہ اس دور میں ارضِ حجاز میں نہ پٹرول تھا نہ دولت تھی، اکثر لوگ بھوک اور افلاس کے باوجود اس مبارک شہر کو چھوڑنے کے لیے کسی قیمت پر بھی تیار نہ تھے مگر ان ظالموں کے ظلم نے ان کو مجبور کر دیا۔ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ اس آبادی اور بربادی کو یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"مدینہ منورہ میں بڑی رونق تھی، شہر کی آبادی کم وبیش ڈیڑھ لاکھ نفوس پر مشتمل تھی، مرفع الحالی اور مالداری کے آثار پورے شہر پر نمایاں تھے، ترکی حکومت کی طرف سے شہریوں اور باشندوں کی دیکھ ریکھ کا پورا خیال رکھا جاتا تھا، نہایت شاندار خوبصورت ریلوے اسٹیشن قائم تھا، دن میں کئی کئی بار ریلیں آتی جاتی تھیں، باب مجیدی کی طرف شہر پناہ کے باہر بڑی آباد سڑکیں، شاندار مکانات اور خوبصورت دوکانیں قائم تھیں۔ جس محلے میں ہمارا مکان تھا صرف اسی محلے کی آبادی کم وبیش تیس ہزار تک پہنچ گئی تھی مگر دوسری جنگِ عظیم اور شریف حسین کی بغاوت کے بعد یہ محلہ تو اُجڑ ہی گیا بلکہ بیرونی بابِ مجیدی، جو کہ قبل از جنگِ عمومی نہایت آباد اور قیمتی متعدد محلات کو مشتمل ہو گیا تھا شریف کی بغاوت سے وہ آفت آئی کہ سارے شہر مدینہ منورہ کی آبادی صرف بارہ تیرہ ہزار رہ گئی۔" (تاریخ الاسلام صفحہ ۶۰)

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ (سورۃ ابراہیم آیت ۴۲)

ف: مدینہ منورہ کی آبادی سنہ ۱۹۱۴ء میں اسّی ہزار (۸۰)، سنہ ۱۹۱۶ء میں تیس ہزار (۳۰)، سنہ ۱۹۱۷ء میں پندرہ ہزار (۱۵)، سنہ ۱۹۱۸ء میں چند ہزار رہ گئی۔ (المدینۃ المنورۃ، مرتبہ ڈاکٹر صالح لمعی مصطفیٰ استاذ جامعہ بیروت صفحہ ۲۶)

الغرض انگریزی فوجوں نے حرمین پر وہ ظلم وستم کیے کہ جن کے بیان سے زبان قاصر اور قلم عاجز ہے، اس کے بدلے میں شریف حسین کو ۳۰ لاکھ روپیہ ماہانہ دیتی رہی مگر اعلانِ صلح کے بعد (جب انگریز اپنے ناپاک ارادے میں کامیاب ہو گئے) ساڑھے سرسٹھ ہزار کر دیا۔ آگے جو کچھ ہوا اور اب تک ہو رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ترکوں کا احترامِ حرمین

ترکوں نے حجاز پر رسمی حکومت نہیں کی کہ حجاز سے مال و دولت سمیٹ کر ترکی لے جائیں کیونکہ حجاز میں مادی طور پر کوئی چیز موجود نہ تھی بلکہ ترکوں نے تو عربوں کی خدمت کی، ان کو ہر طرح کی امداد بہم پہنچائی، اس افلاس زدہ قوم کو معاشی طور پر بے فکر بنایا اور اپنے آپ کو "خادم الحرمین" بنانے کی سعادت حاصل کی، حتیٰ کہ ایسے وقت میں بھی جبکہ باغی عرب ترکوں کے خون سے عیسائیوں کو ہولی کھیلنے کے لیے درآمد کر رہے تھے اور ریل کی پٹڑی اکھیڑی جا چکی تھی، تمام خشکی کے راستے خطرناک تھے بلکہ بند کر دیئے گئے تھے سلطنتِ عثمانیہ کے بابِ عالی نے

پانچ لاکھ روپے نقد تقسیم کرنے کے لیے اور شام و یمن سے ہر قسم کی ضروریات خاص کر غلہ کا انتظام کیا جبکہ سلطنتِ عثمانیہ خود جنگ کے بے حساب اخراجات سے دبی ہوئی تھی۔

ترک جیسی بہادر اور مجاہد قوم ان حالات میں بھی انگریزوں اور باغی عربوں کے ساتھ نپٹ سکتی تھی، وہ اینٹ کا جواب پتھر سے دے سکتی تھی، اگر شکست بھی ہوتی تو عربوں کے خون اور عیسائیوں کے ناپاک خون کی بھی ندیاں بہا سکتی تھی، مگر آج دنیا میں ترک قوم کو بھی اسی طرح محترم حرمین کے نام سے یاد کیا جاتا جس طرح شریف حسین اور اس کے حامی عربوں کو بُرے نام سے یاد کیا جا رہا ہے اور کیا جائے گا، کیونکہ مشرقِ وسطیٰ میں عیسائیوں اور یہودیوں کے قدم جمانے کے لیے یہی لوگ زینہ بنے، اور آج خود بھی پھنس چکے ہیں؛ واللہ لا یهدی کید الخائنین۔